REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT. NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO /P/GDP-3

جلد ۲۶ — شمارہ ۳۱

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدرٍ و انتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر — محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر — منیر احمد خادم

بمعاونت اقبال احمد — محمد انعام غوری

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN. PIN 143516

۱۹ شعبان ۱۳۹۷ ہجری — ۴ ظہور ۱۳۵۶ ہش — ۴ اگست ۱۹۷۷ء

اخبار احمدیہ

قادیان یکم ظہور (اگست) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کے ذریعہ موصول شدہ مورخہ ۲۶ جولائی کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ" حضور ایدہ اللہ تعالیٰ و حضرت ناظر صاحب خدمت درویشان نے تمام درویشانِ کرام و احباب جماعت کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا ہے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی و درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان یکم ظہور (اگست) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال تاحال حیدرآباد کے سفر میں ہیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر رہے اور بخیریت واپس قادیان لائے آمین

—ـ ـ×ـ ـ—

خلاصہ خطبہ جمعہ

ربوہ ۱۵ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد اقصیٰ میں تشریف لاکر نماز جمعہ پڑھائی نماز سے پہلے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور نے قرآن مجید کی رُو سے اس امر پر روشنی ڈالی کہ عقل بھی خدا تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے لیکن مجرد عقل خطا سے خالی نہیں ہوتی۔ عقل الہام سے روشنی حاصل کرکے ہی صحیح نتیجہ پر پہنچتی اور انسان کی صحیح رہنمائی کرتی ہے۔ اگر عقل کو آسمانی نور میسّر نہ آئے تو پھر عقل اطمینان و سکون اور خوشی و خوشحالی کے سامان کرنے کی بجائے پریشانیوں دُکھوں اور مصائب میں مبتلا کرکے رکھ دیتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اس زمانہ میں یورپ، امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک نے مجرد عقل کو ہی کافی خیال کرتے ہوئے خدائی رہنمائی کی ضرورت کا انکار کیا لیکن عقل نے انہیں جن مشکلات و مصائب کے گرداب میں پھنسا کر تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے وہ سب پر عیاں ہے ان کی نجات اس قرآنی صداقت کو دل وجان سے قبول کرنے کے ساتھ وابستہ ہے کہ عقل اور نورِ سماوی جب مل جاتے ہیں تو انسان کے لئے سلامتی کی راہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قرآنی صداقت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی شد و مد کے ساتھ پیش کیا ہے اس قرآنی صداقت کی اہمیت کو سمجھنا اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل پیرا ہوکر ہر کام میں صحیح راہنمائی حاصل کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

ـــ ـــ

خدا آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر ایک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتو ہے

وہ اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"قرآن شریف میں ایسی تعلیمیں ہیں کہ جو خدا کو پیارا بنانے کے لئے کوشش کر رہی ہیں کہیں اس کے حسن وجمال کو دکھاتی ہیں اور کہیں اس کے احسانوں کو یاد دلاتی ہیں کیونکہ کسی کی محبت یا تو اس کے حسن کے ذریعہ سے دل میں بیٹھتی ہے اور یا احسان کے ذریعہ سے چنانچہ لکھا ہے کہ خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے کوئی بھی اس میں نقص نہیں وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبدأ ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزاء سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے کوئی زیادہ ظاہر ہے۔ وہ زندہ ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ زندہ ہے وہ قائم ہے اپنی ذات سے اور ہر ایک چیز اس کے ساتھ قائم ہے اس نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جس نے اس کو اٹھا رکھا ہو کوئی چیز نہیں جو اس کے بغیر خود بخود پیدا ہوئی یا اس کے بغیر خود بخود جی سکتی ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر محیط ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ کیسا احاطہ ہے۔ وہ آسمان اور زمین کی ہر ایک چیز کا نور ہے اور ہر یک نور اسی کے ہاتھ سے چمکا اور اسی کی ذات کا پرتو ہے وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے کوئی روح نہیں جو اس سے پرورش نہ پاتی ہو اور خود بخود ہو کسی روح کی کوئی قوت نہیں جو اس سے نہ ملی ہو اور خود بخود ہو۔۔۔ قرآن میں ہمارا خدا اپنی خوبیوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی تمہارا خدا وہ خدا ہے جو اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے نہ کوئی ذات اس کی ذات جیسی ازلی اور ابدی۔۔ نہ کسی چیز کے صفات اس کی صفات کی مانند ہیں۔۔۔۔ اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔۔۔ خدا نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اس کا بیٹا ہے کیونکہ وہ غنی بالذات ہے اس کو نہ باپ کی حاجت ہے اور نہ بیٹے کی یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدار ایمان ہے۔" (لیکچر لاہور صفحہ ۹ تا صفحہ ۱۲)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان (143516) ... چھپوا کر ... شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۴ ظہور ۱۳۵۶ ہش

دعوتِ حق کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ

"اجمیر شریف کے زائرین کی بھیانک تصویر" کے موضوع پر گزشتہ سے پیوستہ پرچے میں آپ کسی قدر مطالعہ کر چکے ہیں۔ ہماری یہ بات پیشِ نظر روزنامہ ریڈینس دھلی میں اسی عنوان پر شائع شدہ ایک مضمون ... اسی موضوع پر ساٹھ روزہ ... اور دوست کا مراسلہ شائع ہوا ہے ... مراسلہ نگار نے ان خستہ حال مسلمانوں میں تعلیمی خدمات بجا لانے میں اپنے عملی تجربہ کی بناء پر ایک بڑی رکاوٹ کا ذکر کیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:۔

تحریر کرتے ہیں:۔ "ہمارے راستہ میں سب سے بڑی روک یہی پیر ہیں۔ ہماری دو ماہ کی تعلیمی جدوجہد کے بعد پیشہ ور ملاں ٹپک پڑے۔ اور ان غریبوں پر تسلط جما بیٹھے ایسے لوگوں سے تعرض کرنا مشکل تھا ۲۰ کلومیٹر تک گھوم پھر کر ہم واپس لوٹ آئے۔ ان مولوی صاحبان اور پیر صاحبان کی ہمارے غریب مسلمانوں پر مضبوط گرفت ہے میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ مسلم پسماندہ طبقہ کی تعلیم کے لئے کوئی اقدام بار آور نہ ہو گا جب تک کہ ہمارا پہلا قدم ان پیروں کے شکنجے سے مسلم گروہوں کو نجات دلانا نہ ہو۔"
(ریڈینس ۱۷ جولائی)

یہ مراسلہ پڑھ کر ایک تو سورۃ احزاب کی حسب ذیل آیات کا مضمون ایک زندہ حقیقت بن کر سامنے آگیا کہ کلام اللہ میں ایسے ہی پیروں، ملاؤں کی طرف سے عوام کو ورغلانے اور انہیں انجام بد تک پہنچانے کا عبرت انگیز ذکر ہوا ہے قیامت کا منظر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۔ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۔
(احزاب آیت ۶۷ تا ۶۹)

جس دن ان کے بڑے بڑے آدمیوں کو آگ پر الٹایا پلٹایا جائیگا اور وہ کہیں گے اے کاش! ہم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے اور عام لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی اس پر انہوں نے ہم کو اصلی راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب! ان کو دُہرا عذاب دے اور ان کو اپنے رحم سے دُور کر دے۔

کاش اس کیفیت کو یہ پیر اور ملاں لوگ قرآن پاک سے بغور پڑھنے کی توفیق پائیں اور غریب عامۃ المسلمین کو اپنے اثر و نفوذ اور بُری صحبت سے آزاد کریں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک وہ ایسا نہیں کرتے جس بُرے انجام کا ذکر ان آیات کریمہ میں ہوا ہے اسے یہ لوگ خود بھی پالیں گے اور ان کے زیرِ اثر افراد بھی اسی انجام کو دیکھیں گے۔ تب اُن کے منہ سے اس طرح کی بات چیت نکلے گی۔!!

جب عصرِ حاضر کے بگڑے ہوئے عامۃ المسلمین کے ساتھ اُن کے پیروں اور ملاؤں کے بگڑ جانے کا ذکر چلا تو اس موقع پر ہم رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو نظر انداز نہیں کر سکتے جس میں حضور پُر نورؐ نے عام مسلمانوں کے بگڑنے کے ساتھ عُلَمَاءُ" کہلانے والوں کو "شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ" اور ہر قسم کے فتنوں اور فسادوں کی جڑ اور مرکز قرار دیا ہے۔ کتب احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ اس طرح پر ریکارڈ ہوئے ہیں جو اب بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں:۔

"يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ"
(شعب الایمان)

لوگوں پر (یعنی مسلمانوں پر) ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی۔ لیکن ہدایت سے خالی اور ویران ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بد ترین مخلوق ہوں گے ان علماء سے ہی فتنے نکلیں گے اور ان میں پھر لوٹ آئیگا۔

ریڈینس میں شائع شدہ خستہ حال مسلمانوں کے جو احوال ذکر الصدر بیان کرنے والوں نے اپنے ذاتی مشاہدہ اور عملی تجربہ کی بناء پر قلمبند کئے۔ یہ اور اس طرح کے اور بے شمار عبرت انگیز سچے حالات ہیں جو آئے دن اخبارات و رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیشگوئی کے سچا ہونے اور ایسا ہی زمانہ آجانے کے بارہ میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

ان حالات میں سوال یہ نہیں کہ مسلمانوں کی ایسی حالت ہو چکی ہے یا نہیں۔ ہو چکی ہے اور بالیقین ہو چکی ہے اس کے ساتھ مراسلہ نگار ریڈینس نے بجا طور پر اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ ان پیروں اور ملاؤں کے شکنجے سے غریب مسلمانوں کو نکالا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیسے نکالا جائے۔ لیکن جس طریق پہ یہ زمرہ عامۃ المسلمین پر اپنا تسلط جما چکا ہے اس سے چھٹکارا دلانا مشکل ضرور ہے۔ لیکن ناممکن الحصول امر نہیں ہے۔ البتہ اس کے لئے دل میں زندہ ایمان پختہ عزم پوری لگن کے ساتھ ایسی مسلسل جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اسوۂ حسنہ ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ عہدِ حاضر کے پیرو اور ملاؤں کی گرفت آج سے چودہ سو سال پہلے بتوں کے پجاریوں اور اہلِ کتاب کے مذہبی لیڈروں کی اپنے حلقۂ اثر کے لوگوں پر حاصل شدہ تسلط سے زیادہ شدید ہے۔ وہ بڑا ہی سخت زمانہ تھا لیکن حضورؐ کی شب و روز کی محنت، صبر و ثبات اور صحابہ کرامؓ کی قربانیاں اور عملی نمونے نے عام لوگوں کو ان کے لیڈروں سے ایسا بدظن کر دیا اور ان کے ڈھول کا پول ایسا کھلا کہ وہ عظیم قدر و منزلت جو عامۃ الناس کے دلوں میں اپنے لیڈروں کی اسلام کے آنے سے قبل تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی تبلیغ و دعوت کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ ہلکی پڑنے لگی۔ اور آخر وہ دن بھی آگیا جب فتح مکہ ہوا۔ اور دنیا نے يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا کا منظر دیکھا تاریخ میں آتا ہے جب حضورؐ عورتوں سے بیعت لے رہے تھے اور حضورؐ نے انہیں کہا کہ کہو ہم شرک نہیں کریں گی تو عورتوں کے مجمع میں ہندہ بھی بیعت کرنے والیوں میں شامل تھی (وہ نہیں چاہتی تھی کہ باقاعدہ بیعت ہو جانے سے قبل اس کی موجودگی کا حضورؐ کو علم ہو کیونکہ وہ بھی اشتہاری مجرموں میں شامل تھی۔) لیکن جونہی حضورؐ نے وہ فقرہ دہرانے کا ارشاد فرمایا تو وہ بیساختہ بول اُٹھی کہ یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم لوگ شرک کریں گے؟ یا رسول اللہ آپ کے ایک خدا کے مقابلہ میں ہمارے کئی خدا کچھ نہ کر سکے آپ کا ایک خدا ہمارے کئی خداؤں پر غالب آگیا اس لئے اب بتوں کو خدا کے مقابلہ میں لانے اور شرک کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہم پر ان معبودانِ باطلہ کی حقیقت کھل گئی ہے۔!!

تاریخِ اسلام سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ عرب بُت پرستوں کے خیالات میں اس طرح کی تبدیلی آن کی آن میں نہیں آگئی بلکہ اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے پہلے تیرہ سال مکہ میں بُت پرستوں کے ہاتھوں بڑے دُکھ اُٹھائے حتیٰ کہ انہیں ظلموں سے تنگ آ کر آپؐ کو اپنا وطنِ عزیز بھی چھوڑنا پڑا۔ مدینہ آئے تو یہاں پر بھی خونخوار دشمن نے چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ تابڑ توڑ کئی جنگیں ہوئیں آخر میں جب ان کی ساری کوششیں اور منصوبے ناکام ہو گئے تو اللہ تعالیٰ حضورؐ کو فاتحانہ طور پر مکہ میں واپس لایا۔ تب جا کر کہیں وہ صورتِ حال بنی جس کا ہم نے ابھی ہندہ کی زبانی ذکر کیا ہے
(باقی صفحہ ۱۱ پر دیکھئے)

خطبہ جمعہ

محض قرآنِ کریم کی تلاوت کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ ہمیں اس سے دلی لگاؤ ہو اور ہم اس کا اثر قبول کریں

قرآن کریم کے اثر کو قبول کرنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے (۱) خشیتِ الٰہی (۲) محبتِ الٰہیہ ذاتیہ

ہر احمدی جو اپنی عمر اور تربیت کے لحاظ سے اس سلسلہ میں ابتداء کر چکا ہے اپنی حرکت میں کمی نہ آنے دے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ر احسان ۱۳۵۱ ہش مطابق ۳۰ر جون ۱۹۷۲ء بمقام سعید ہاؤس ایبٹ آباد (پاکستان)

سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۝

(الزمر: ۱۲-۱۵-۲۴)

اور پھر فرمایا:-

ہماری فضل عمر تعلیم القرآن کلاس جولائی کے وسط میں شروع ہو رہی ہے اس دفعہ گزشتہ سال کے اعلان کے مطابق اس کلاس کے انعقاد میں

ایک بنیادی تبدیلی

یہ کی گئی ہے کہ اس کے لئے چار ہفتوں کا جو کورس مقرر ہے، اس میں سے پہلا ہفتہ ضلع کی جماعتوں نے یہ کلاس لینی ہے۔

گزشتہ سال ہمارے وہ دیہاتی بچے جن کی تربیت کو نظر انداز کیا گیا تھا، جب ربوہ آئے تو وہ آداب مسجد سے بھی واقف نہیں تھے اور لطف یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے ضلع کے ایک ذمہ دار عہدیدار ہی تھے۔ جنہوں نے ان کی تربیت نہیں کی تھی۔

پس ایک تو ربوہ میں رہ کر اس کلاس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خاطر اور دوسرے عہدیدارانِ ضلع کو احساسِ ذمہ داری دلانے کی خاطر میں نے یہ حکم دیا تھا کہ پہلا ہفتہ اضلاع یہ کلاس لیں۔ اور پھر دوسرا تیسرا اور چوتھا ہفتہ یہ کلاس ربوہ میں منعقد ہو۔ ربوہ میں جب یہ کلاس شروع ہوگی تو اس میں ہمارا وہی نوجوان شامل ہو سکے گا جو پہلے ہفتہ کا کورس اپنے ضلع میں مکمل کر چکا ہوگا۔ ورنہ اسے وہاں سے واپس کر دیا جائے گا۔ اس لئے اضلاع کو چاہیئے کہ وہ ایسے بچوں کو ربوہ بھیجنے کی خواہ مخواہ تکلیف نہ کریں۔

میں اس کلاس میں شامل ہونے والوں کو خصوصاً اور ہر احمدی مسلمان کو عموماً اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ قرآنِ کریم کی محض تلاوت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم قرآنِ کریم کا اثر بھی قبول کریں۔ یہ کوئی جادو یا ٹونہ نہیں ہے، کہ آپ نے اس کی تلاوت کی اور اس کا آپ کو فائدہ پہنچ گیا۔ گو قرآنِ کریم سراپا برکت ہے۔ اس کے پڑھنے سے کچھ نہ کچھ تو برکت مل جائے گی۔ اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن وہ برکت نہیں ملے گی جس کے لئے قرآنِ کریم کا نزول ہوا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے، قرآن کریم کا اثر قبول کرنے کے لئے

دو بنیادی باتیں

بتائی ہیں۔ ایک خشیت اللہ کا ہونا۔ اور دوسرے محبتِ الٰہی کا دل میں پایا جانا

جہاں تک خشیت کا تعلق ہے، عربی زبان میں صرف خوف یا ڈر کا نام خشیت نہیں ہے بلکہ اس خوف کو خشیت کہتے ہیں جو کسی کی عظمت اور جلال کی معرفت کے بعد اس کا خوف کھانا "خشیت" کہلاتا ہے۔

پھر اسی طرح محبت سے میری مراد دنیوی محبت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے جب محبت کا تعلق ہو تو اسے محبتِ الٰہی کہتے ہیں۔ اور یہ محبت اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کے نتیجہ میں اور اس کے احسان کو دیکھ کر دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کروں عربی محاورہ اور اردو ترجمہ کے لحاظ سے

عبادت کا مطلب

یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے حضور تذلل اور فروتنی اختیار کروں۔ غرض عربی لغت میں عبادت کے معنی "غَایَۃُ التَّذَلُّل" کے ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی تذلل اور فروتنی کی راہوں کو اختیار کیا جائے مگر یہ تذلل اسی وقت نفسِ انسانی میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات اور اس کی عظمت کا عرفان ہو اسکے بغیر تذلل اختیار نہیں کیا جا سکتا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس قدر عظمت اور جلال ہے کہ جب لوگ ان صفات کو پہچاننے لگتے ہیں تو ان کا سر پھر بامرِ مجبوری ہی اٹھتا ہے ورنہ جھکا ہی رہتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے (اس وقت مجھے یہ یاد نہیں رہا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا اونٹنی پر) اور آپ دعائیں لگے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا آپؐ کی طبیعت پر اتنا اثر تھا کہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپؐ کا سر جھکنا شروع ہوا یہاں تک کہ کاٹھی کے ساتھ لگ گیا اور اس سے نیچے تو جا ہی نہیں سکتا تھا پس یہ ہے غایت تذلل یعنی انتہائی فروتنی اور اس کا ظاہری کمال۔ آپؐ کا سر کاٹھی کے ساتھ لگ گیا۔ اس سے نیچے جا ہی نہیں سکتا اور یہ انتہا تذلل اور فروتنی ہے جس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتا تھا اس لئے یہ قلبی رُوحانی اور ذہنی کیفیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے جلوے نہ دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم جلالی صفات کی معرفت نہ رکھتا ہو۔ اسی لئے فرمایا

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

جو لوگ اپنے رب کی خشیت رکھتے ہیں یعنی اس کی عظمت کو دیکھ کر اس کے سامنے تذلل اختیار کرتے ہیں۔ ان کو قرآنِ کریم کی تعلیم اس رنگ میں اور اس طور پر متاثر کرتی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی آدمی کے سامنے یکدم جنگل میں شیر آ جائے یا کسی اور چیز سے وہ ڈر جائے اور عام زندگی میں کئی دفعہ ہر انسان کو ایسا تجربہ ضرور ہوتا ہے تو ایک سنسنی سی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے

تَقْشَعِرُّ

کے یہی معنے ہیں یعنی خوف کے مارے جسم میں لہر دوڑنے اور سنسنی پیدا ہونے کے معنوں میں "تَقْشَعِرُّ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

پس ہمارے رب کے مقابلے میں شیر کی کیا حیثیت ہے۔ یا اگر پہاڑ کی بلند چٹانیں ہوں اور ان کے نیچے آپ کھڑے ہوں تو آپ کا دماغ چکرا جاتا ہے اس کی تھوڑی سی بلندی دیکھ کر تو اللہ تعالیٰ کی بلندی اور اس کی رفعت اور اس کی عظمت

[illegible]
نہ ختم ہونے والی صفات ہیں۔
غرض جیسا کہ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے ہمیں اپنے اندر خشیت اور تذلل پیدا کرنا چاہیئے۔ پھر

قرآن کریم کی تعلیم

اثر کرے گی اور وہ کیفیت جو عظمت کے مشاہدہ کے بعد پیدا ہوتی ہے وہ پیدا ہونے لگ جائے گی لیکن اگر خشیت اللہ نہ ہو، اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہی نہ ہو اور اس کے سامنے تذلل اختیار کرنے کا عہد نہ ہو تو پھر قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

پس انسان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خشیت اللہ پیدا کرے۔ خشیت اللہ صرف کسی انتہا کا نام نہیں ہے۔ بلکہ اس کی ابتداء بھی ہے اور اس کی انتہا بھی ہے۔ نیز اس کی ابتداء اور انتہا میں بڑے فاصلے ہیں۔ اور بڑی دوری ہے انسان اسے شروع کرتا ہے اور پھر وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ آخر حضرت خالد بن ولیدؓ اسلام لانے کے بعد پہلے دن تو اتنی خشیت اللہ نہیں رکھتے تھے جتنی مثلاً یرموک کے میدان میں انہوں نے دکھائی تھی اور اللہ تعالیٰ کے رعب کے نیچے آکر انتہائی عاجزی کی راہوں کو اختیار کیا تھا۔ وہ جرنیل تھے مگر خلیفۂ وقت کا حکم آیا تو سپاہی بن گئے۔ اور دل میں قطعاً کسی قسم کا کوئی احساس پیدا ہونے نہیں دیا۔ اس واسطے کہ جہاں ان کو خلافت کے حکم نے لاکر کھڑا کیا تھا۔ اس سے بھی نیچے انہوں نے خود اپنے آپ کو کھڑا کیا ہوا تھا اور یہی

انتہائی تذلل کا مقام

ہے۔ پس یہ تو ہے خشیت۔
دوسرے محبت الٰہی ہے جو
ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
سے مستنبط ہے اور یہ محبت اللہ تعالیٰ کے احسان اور دوسری جمالی صفات کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پس ان ہر دو یعنی خشیت اور محبت کی ایک ابتداء بھی اور ایک انتہا بھی ہے۔ لیکن کوئی فاصلہ حرکت کے بغیر طے نہیں کیا جا سکتا اور کسی منزل پر آپ چلے بغیر پہنچ نہیں سکتے اس لئے جب آپ اس کی ابتداء کریں اور پھر حرکت کریں یعنی اپنی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت کریں

سب اپنے اپنے فاصلے طے کرکے ....
اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق اس کی انتہا تک پہنچ سکیں گے چونکہ ہر ایک آدمی کی صلاحیت مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر ایک آدمی نے اپنے دائرۂ صلاحیت میں ترقی کرنی ہے تاہم اس دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اپنے لحاظ سے

چھوٹی سی ابتداء

کرکے اس کی انتہا تک پہنچنا ہے۔
پس قرآن کریم محض پڑھنے کی کتاب نہیں ہے۔ یہ تو ایک ایسی کتاب ہے جس سے زندگیوں میں اس سے بھی بڑا انقلاب آتا ہے جو انسان کی ظاہری آنکھ نے اشتراکی انقلاب کی شکل میں روس میں یا سوشلسٹ انقلاب کی شکل میں چین میں دیکھا ہے۔ انسان دراصل خود ایک عالم ہے۔ ہمارے صوفیاء نے انسان کو ایک یونیورس قرار دیا ہے۔ ایک زاویۂ نگاہ سے حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان خود ایک عالم ہے۔ اس کے اندر ایک انقلاب آجاتا ہے۔ لیکن اس انقلاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ خشیت اللہ ہو پھر یہ انسان کو

اللہ تعالیٰ کی عظمت

اور اس کے جلال اور دوسری صفات کا عرفان دیتی اور اس میں بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت بھی ہونی چاہیئے۔ آپ کتے کو دس دن روٹی دیں تو وہ دُم ہلاتے ہوئے آپ کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری و باطنی نعماء سے مالامال کر دیا مگر پھر بھی انسانوں میں سے بعض ناشکرے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول کے پیچھے نہیں چلتے، اس کی آواز پر لبیک نہیں کہتے۔

غرض ذاتی محبت انتہائی احسان کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان خود کو اللہ تعالیٰ کی نعماء میں اس طرح گھرا ہوا پاتا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے احسان کے علاوہ اور کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی تب وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتا ہے۔ پھر دنیا کی کوئی طاقت اس رشتۂ محبت کو جسے وہ اپنے رب سے باندھتا ہے قطع نہیں کر سکتی۔ ہماری (انسان کی) تاریخ میں اس قسم کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں، انبیاء علیہم السلام کی بھی اور اولیاء اللہ کی بھی پھر سب سے بہتر اور

اعلیٰ اور احسن مثال

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہے آپ کی مکی زندگی کا واقعہ تو بڑا ہی مشہور ہے جب سرداران مکہ نے آپ کو اور آپ کے چند ماننے والوں کو قریباً اڑھائی سال کے لئے شعب ابی طالب میں بند کر دیا تھا۔ ان پر رزق کی ساری راہیں بھی بند کر دی تھیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ رکھنے کے لئے کچھ دیا تو تھا۔ مگر اس کی تفصیل ہماری تاریخ نے محفوظ نہیں رکھی۔ لیکن ان کی حالت یہ تھی کہ ایک بزرگ صحابیؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت میرا پاؤں ایک ایسی چیز پر پڑا جسے میرے پاؤں نے نرم محسوس کیا، میں نیچے جھکا، اسے اُٹھایا اور کھا لیا۔ بعد میں مدینہ میں انہوں نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے آج تک پتہ نہیں وہ چیز کیا تھی بھوک کی یہ حالت تھی کہ اُن کو یہ دیکھنے کا خیال ہی نہیں آیا کہ یہ چیز کھانے کے قابل بھی ہے یا نہیں

غرض اڑھائی سال تک اس شدید تکلیف کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے ان کا رشتہ قطع نہیں ہوا بلکہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا کیونکہ اس عرصہ میں خدا تعالے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جمالی صفات کے کیا کیا جلوے دیکھے تھے ہر آدمی اپنی زندگی میں یہ جلوے دیکھتا ہے۔ ہم نے اپنی زندگی میں

خدا تعالیٰ کی صفتِ احسان

کے وہ جلوے دیکھے ہیں جن کا مادی سامانوں کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے حکم کے اجراء میں مادی اسباب کا محتاج نہیں ہے اس نے یہ اسباب ہمارے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور ہم

شکر کے ساتھ

ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ان کا محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ایک آدمی کو گرمی سے بچانے کے لئے بھری محفل میں صرف اس کے لئے ٹھنڈی ہوا چلا دے۔ اور وہاں اس کے جو ساتھی بیٹھے ہوں اُن کو محسوس ہی نہ ہو رہا ہو، خدا تعالیٰ یہ بھی کر سکتا ہے (مثلاً حافظ روشن علی صاحبؓ تھے) اُن کو کھانا بھی کھلا رہا ہو اور کسی کو نظر بھی نہ آرہا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مادی اشیاء کا محتاج نہیں ہے۔

اور نہ اپنے بنائے ہوئے مادی قوانین کا محتاج اور قیدی ہے۔ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ (یوسف: ۲۲) ہے۔ اس کے قوانین ہیں ان کے اوپر بھی اس کا حکم غالب ہے جیسے چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے پیار کے ان جلووں کا یہ کرشمہ تھا (جو مسلمانوں کے چھوٹے سے گروہ نے اڑھائی سال میں دیکھے تھے) کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت، دنیا کا کوئی ظلم اور دنیا کی کوئی سختی محبت کے اس تعلق کو قطع نہ کر سکی جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے باندھا تھا۔

پس سورہ زمر کی ان آیات میں جو میں نے اس وقت پڑھی ہیں۔ اور اپنے مضمون کے لحاظ سے میں نے ان کو اکٹھا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ صرف میری عظمت کے سامنے تم نے جھکنا ہے۔ اور کے سامنے اپنے سر دل کو نہیں جھکانا اور خالصتاً صرف میری اطاعت کرنی ہے اور کسی کی اطاعت نہیں کرنی۔ میں نے محبت کا جو ذکر کیا ہے وہ دراصل سارا

اطاعت کا کرشمہ

ہے۔ کیونکہ اصل اطاعت محبت کے زور ہی سے کروائی جاتی ہے یہ جو ڈنڈے کے زور سے اطاعت کروائی جاتی ہے یہ اطاعت نہیں ہوتی۔ بلکہ اطاعت کا چھلکا ہوتی ہے۔ محبت کے زور سے جو اطاعت کروائی جاتی ہے وہ ظاہر میں بھی اطاعت [illegible] اور باطن میں بھی اطاعت ہوتی ہے کیونکہ اس اطاعت کا تعلق اور اظہار ہی اور ہوتا ہے۔

پس حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکوں اور تذلل اختیار کروں اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف اس کی اطاعت کروں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی دوسری جگہ یہ اعلان بھی کروایا

اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ

کہ پہلا مخاطب بھی میں اور سب سے بڑھ کر اطاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔ اور پہلا مسلم اور مومن بھی میں ہی ہوں اس لئے یہ اعلان بھی کروا دیا کہ اے نبی! کہہ دو۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِىْ

خدا تعالیٰ کے حضور کامل اور انتہائی تذلل کے ساتھ جھکنے والا اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو کر اس کی خالص اطاعت کرتے

والا نہیں بن سکتے ہوں۔ باقی ہیں اور آپ ہم سب لوگ اور خود پچھلے چودہ سو سال میں پیدا ہوئے ہیں، ہمیں ہر چیز ظلّی اور طفیلی طور پر ملی ہے۔ ظلّی اور طفیلی کے اس مسئلہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہماری جماعت کے بعض دوستوں نے دھوکہ کھایا ہے کچھ بھی بغیر ظل اور طفیل کے نہیں ملتا۔ اور اگر

ظلّی اور طفیلی رشتہ

قائم ہو تو پھر سب کچھ مل جاتا ہے۔

غرض سیدہ زہر کی اس آیۂ کریمہ

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ

کی رُو سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی شکل میں ایک بہترین کتاب (دی) ہے جس نے پہلی ... کو بھی اپنے اندر لیا ہے اور ایک نئی اور عظیم تعلیم اس کے اندر پائی جاتی ہے انسان کو یہ حکم دیا (جیسے پہلے ذکر آچکا ہے) کہ کامل عبادت اور حقیقی اطاعت کے سب سامان اور وسائل اس کتاب میں رکھ دیئے گئے ہیں لیکن اس کے اثر کو قبول کرنے کے لئے دو چیزیں بڑی ضروری ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی خشیت اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے ذاتی اور خالص محبت۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ان دونوں چیزوں کی بھی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے۔ جسے پانا (ہر شخص کے دائرہ استعداد میں) ممکن ہے۔ لیکن جو شخص ابتداء نہیں کرتا وہ انتہا تک پہنچنے کی امید نہیں رکھ سکتا۔

پس ہمارے وہ بچے جو میرے آج کے

خطبہ کے پہلے مخاطب

ہیں خصوصاً اور ہر احمدی عموماً یاد رکھے کہ وہ اپنی عمر اور تربیت کے لحاظ سے اس سلسلہ میں ابتداء کر چکے ہیں اب ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی حرکت میں کمی واقع نہ ہونے دیں۔ بلکہ خشیت اللہ اور محبت ذاتیہ الٰہیہ میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ تاکہ وہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے ایک "نئے اور بڑے" پیار کو حاصل کریں اور اس کے حسن کا نیا جلوہ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے نئے سے نئے جلوے متواتر دیکھتے چلے جائیں تاکہ ایک طرف ان کی ذات اور ان کا وجود فنا ہو جائے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کے پیار کے نتیجہ میں وہ ابدی زندگی کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا

قرآن کریم پڑھنے کی بھی توفیق بخشے اور قرآن کریم کے اثر کو قبول کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں اپنی خشیت بھی پیدا کرے اور ہمارے دلوں میں اپنی محبت ذاتی بھی پیدا کرے اور وہ اپنے فضل سے ہماری اس خشیت اور محبت الٰہی کو دن بدن بڑھاتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہماری حفاظت کرنے والے ہوں تاکہ شیطان کا کوئی منصوبہ اس خشیت اور محبت کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کا حیدرآباد میں ورود

پُرتپاک استقبال اور استقبالیہ تقریب میں ایک روح پرور خطاب

حیدرآباد ۲۵ جولائی الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ وہ مبارک دن آپہنچا جب حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع محترمہ بیگم صاحبہ کل یہاں تشریف فرما ہوئے مقامی احباب جماعت کی کثیر تعداد نے آپکا پرتپاک استقبال کیا۔ محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور محترم امیر صاحب جماعت یادگیر نے آپ کی گلپوشی کی مستورات نے حضرت بیگم صاحبہ کا شایان شان استقبال کیا۔ آپ کے ہمراہ آنیوالوں میں مکرم کریم الدین صاحب شاہد اور مکرم محمد انعام غوری صاحب وغیرہ بھی شامل ہوئے اس سے قبل سکندرآباد اسٹیشن پر وہاں کی جماعت نے بھی آپ کا ویسا ہی استقبال کیا۔ اور مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے آنمحترم کی گلپوشی کی۔

حضرت میاں صاحب کے حیدرآباد پہنچنے پر طے کردہ پروگرام کے مطابق اسی روز شام ۱/۲ ۵ بجے احمدیہ جوبلی ہال میں استقبالیہ تقریب عمل میں آئی صدارت حضرت میاں صاحب نے فرمائی مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی نے تلاوت کی مکرم حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعود کا روح پرور کلام ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمد سا نہ پایا ہم نے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا۔ صاحبزادہ صاحب ممدوح نے ایک مبسوط اور دلوں کو گرما دینے والا خطاب فرمایا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے تحت بار بار جماعت کو توجہ دلا رہے ہیں کہ ہم نے نوع انسان کے دلوں کو جیتنا ہے۔ اور دل جیتنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے لئے مخلصانہ عمل بجا لانے اور دعاؤں کے ساتھ خدا کے فضل کو جذب کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت نزدیک ہے جبکہ ساری دنیا کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم جیت لیں گے آج جماعت احمدیہ جس رنگ میں مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام بجا لا رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر سعید روحیں خوش کن اثر لے رہی ہیں جیسا کہ اس تقریب میں ایک نوجوان ہیں جن کو ابھی مجھ سے ملایا گیا ہے۔ (یعنی مکرم وقار احمد صاحب انجینئر) ان کا ایک بھائی جب حیدرآباد میں تھا تو ان پر جماعت احمدیہ کی ایسی عملی خدمات واضح نہیں ہوئی تھیں یہی نوجوان جب امریکہ پہنچتا ہے اور وہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کو تبلیغ اسلام میں صف آراء دیکھتا ہے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور نتیجۃً احمدیت کو قبول کر لیتا ہے

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ اندر ہی اندر اپنے فضل سے اس طرح کے سامان کر رہا ہے کہ جماعت دنیا کے اکناف و جوانب میں تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور جبکہ جماعت احمدیہ ترقی کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے جماعت کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہے پہلے اپنی اصلاح کرنا ہے اپنی کوتاہیوں کو دور کرنا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس دوڑ میں دوسروں سے پیچھے رہ جائیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ... الخ کہ مومن کے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہؓ کا نمونہ ہمارے سامنے ہے ان کے قول و فعل میں پوری مطابقت تھی اس اسوہ پر چلنا ہماری فلاح و بہبود اور جماعتی ترقی کا ذریعہ ہے۔ اسی اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سے احباب ہیں جو ہر روز خدا کے پیار کے نئے نئے جلوے دیکھتے ہیں اور ان کے ایمانوں میں ترقی ہوتی

آنمحترم نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا کہ محترمی و مخدومی امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد نے آپ لوگوں کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا جب کسی شخص کو جماعت کا عہدہ دیا جاتا ہے تو وہ ان ذمہ داریوں کو دیکھ کر گھبرا جاتا ہے اور اس کی قلبی حالت کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا اس کے دل میں خوف ہوتا ہے کہ ان ذمہ داریوں کو کیسے ادا کروں گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتا ہے اور استعانت طلب کرتا ہے ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے اندر عاجزی و انکساری کو پیدا کریں ہمارے دلوں میں تکبر کا شائبہ تک نہ ہو اس بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ اس روح پرور خطاب کے بعد آپ نے احباب سمیت ایک لمبی اور پرسوز دعا کرائی۔

مبلغ کوارٹر کا افتتاح

گذشتہ کئی سالوں سے یہ بات شدت سے محسوس کی جا رہی تھی کہ جوبلی ہال میں مبلغ کا رہائشی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جماعت کی تبلیغی و تربیتی مساعی متاثر ہو رہی ہیں۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ نے احمدیہ جوبلی ہال پر کوارٹر کی تعمیر کی منظوری دی اور فنڈ مہیا کیا اس طرح مکرم مولوی سراج الحق صاحب انچارج جائیداد کی نگرانی میں حسب پسند ... (باقی صفحہ ...)

رپورٹ ہائے ہفتہ قرآن مجید

یادگیر

مورخہ ۹/۷ بروز ہفتہ سے جماعت احمدیہ یادگیر کے زیر اہتمام ہفتہ قرآن مجید منائے جانے کی مہم کا آغاز ہوا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۹ر جولائی کو بعد نماز فجر درس القرآن سے فارغ ہو کر محلہ احمدیہ میں احباب جماعت احمدیہ اکٹھے ہوئے اور مکرم مولوی نذیر احمد صاحب پوروڑی۔ محترم سیٹھ مختار احمد صاحب۔ محترم سیٹھ رفعت اللہ صاحب غوری اور خاکسار نے احباب جماعت کو قرآن کریم کی عظمت، اہمیت اور ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ مغرب کے بعد مکرم مولوی نذیر احمد صاحب پوروڑی نے "قرآن کریم" کی ضرورت پر تقریر کی۔

مورخہ ۱۰/۷ حسب سابق محلہ کھاری باڈی میں اجتماع ہوا۔ مکرمی ظفر اللہ سعیدی صاحب، مکرمی محمد خواجہ غوری صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب پوروڑی نے اجتماع سے خطاب کیا۔ اسی رات ۹ بجے شب محلہ آثار میں مکرمی عبد الشکور صاحب شولاپوری کے مکان پر جلسہ ہوا۔ صدارت محترم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی تھی۔ خاکسار منظور احمد کی تلاوت کلام پاک کے بعد مکرم ولی خان صاحب نے نظم سنائی اور پھر خاکسار نے "خدمت قرآن اور جماعت احمدیہ" کے عنوان پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ مکرم عزیزم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے "قرآن مجید کے فضائل" کے عنوان پر تقریر کی ازاں بعد صدر محترم نے صدارتی تقریر فرمائی۔

مورخہ ۱۱/۷ بروز پیر محلہ گوگی میں وفد گیا اور اس مقام پر مکرم خواجہ غوری صاحب مولوی نذیر احمد صاحب نے اجتماع سے خطاب کیا۔ رات بعد نماز مغرب عزیزم مکرم سیٹھ محمد نصرت اللہ صاحب غوری نے "قرآن کریم کی تعلیمات زندگی بخش ہیں" کے عنوان پر تقریر کی۔

۱۲/۷ نماز فجر کے بعد درس سے فارغ ہو کر مسجد میں ہی قرآن کریم کی ارفع اور اعلیٰ شان پر باہم سلسلہ گفتگو جاری رہا اور حاضرین نے ایک دوسرے کی معلومات سے استفادہ کیا۔ رات بعد نماز مغرب مولوی مظفر احمد صاحب فضل نے "قرآن اپنے مخاطب سے کیا چاہتا ہے" کے عنوان پر تقریر کی۔

۱۳/۷ نماز فجر کے بعد کالاچبوترہ محلہ میں جانے کا پروگرام تھا۔ موسمی حالات کے باعث یہ پروگرام ملتوی کر دیا۔ نماز مغرب کے بعد مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب نے "قرآن کریم ایک بے مثل کتاب ہے" کے عنوان پر تقریر کی۔

۱۴/۷ نماز فجر کے بعد محلہ مسلم پورہ کا پروگرام تھا لیکن بعض حالات کی بناء پر اس پروگرام کو بھی کالعدم قرار دینا پڑا اور مسجد میں ہی قرآن کریم کے مضامین پر خیالات کا اظہار ہوتا رہا۔ رات بعد نماز مغرب مکرمی مولوی ظفر اللہ سعیدی صاحب نے "صداقت قرآن" کے موضوع پر تقریر کی۔

۱۵/۷ بروز جمعۃ المبارک خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کے بارہ میں مختلف امور کی طرف توجہ دلائی۔ رات ۱۰ بجے محلہ مسلم پورہ میں محترم محمود احمد صاحب ڈنڈوتی کے وسیع اور کھلے صحن میں جلسہ منایا گیا۔ جلسہ کی کارروائی مکرم مولوی نذیر احمد صاحب پوروڑی سیکرٹری تعلیم کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت کلام سے شروع ہوئی نظم مکرم ولی احمد خان صاحب نے سنائی۔ ازاں بعد خاکسار منظور احمد کی تقریر بعنوان "قرآن مجید کا پیش کردہ پاکیزہ معاشرہ" ہوئی۔ مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب نے بعنوان "عدیم المثال کلام اللہ" پر تقریر کی خواجہ غوری صاحب نے "تلاوت قرآن کی برکات" پر تقریر کی خواجہ صاحب کی تقریر سے پہلے مولوی مظفر احمد صاحب نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل نے شرف انسانیت اور قرآن کریم کی خوبیوں پر تقریر کی۔ عزیزم مکرم سیٹھ رفعت اللہ صاحب غوری نے "شان قرآن" کے موضوع پر ایک تقریر کی اور بعد ازاں مختصر صدارتی تقریر کے بعد دعا پر شب بارہ بجے یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

خاکسار:-

منظور احمد مبلغ یادگیر

ہبلی

یہاں کے حالات کے پیش نظر ہفتہ قرآن مجید کا پروگرام دو روز جمعہ اور اتوار منایا گیا۔ جمعہ کے دن خاکسار نے برکات قرآن مجید کے موضوع پر درس دیا برکات قرآن کے مختلف پہلوؤں پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی اور مورخہ ۱۸ر جولائی کو بعد نماز مغرب کوارٹر مبلغ ہبلی میں خاکسار کی زیر صدارت ایک جلسہ منایا گیا۔ عزیز محمود احمد کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز سعید احمد کی نظم سے اس تقریب کا انعقاد عمل میں آیا اس کے بعد "فضائل قرآن" کے موضوع پر مکرم دادا بھائی صاحب مرچی نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس کے بعد آخری تقریر "ضرورت قرآن کریم اور تلاوت قرآن کریم کی برکات" پر خاکسار نے کی خاکسار نے اپنی تقریر میں ضرورت قرآن پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ خاکسار: محمد عمر تماپوری مبلغ ہبلی

محترم صاحبزادہ صاحب کا حیدر آباد میں ورود (بقیہ صفحہ ...)

سلسلہ کی رہائش کے لئے کوارٹر تیار ہو گیا۔ چنانچہ استقبالیہ تقریب کے معاً بعد ہی حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے اس کا افتتاح بھی فرمایا اور دعا فرمائی۔

دعوت عصرانہ

جملہ تقاریب کے بعد جماعت احمدیہ حیدر آباد نے دعوت عصرانہ کا اعلیٰ پیمانے پر انتظام کیا ہوا تھا اس میں جماعت احمدیہ سکندر آباد حیدر آباد کے تمام افراد مدعو تھے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مدظلہ کے علاوہ تمام حاضرین کی چائے اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔

اجتماعی فوٹو

جماعت احمدیہ حیدر آباد کی خواہش پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے تمام افراد جماعت کے فوٹو بھی کھنچوائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کے اس دورہ کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔ خاکسار: محمد صادق سیکرٹری تبلیغ حیدر آباد

اخبار قادیان

قادیان ۳۰ر جولائی محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوت و تبلیغ تقریباً ایک ماہ پاکستان میں قیام فرمانے کے بعد آج مع اہل و عیال واپس تشریف لے آئے محترم مولوی صاحب کی قادیان سے غیر حاضری کے ایام میں پہلے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مسجد مبارک میں بعد نماز عصر بخاری شریف کا درس دیتے رہے اس کے بعد ۳۱/۷ تک مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل نے درس دیا جزاھما اللہ تعالیٰ۔ یکم اگست سے محترم مولانا امینی صاحب درس دے رہے ہیں۔

قادیان ۳۱ر جولائی آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں ایک تربیتی جلسہ میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت ناظر صاحب خدمت درویشاں ربوہ کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے پیغام درویشان کرام کو پہنچائے۔ اور حضور انور سے اپنی ملاقات کے دوران ... بیان کئے۔

قادیان ۲۶ر جولائی آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں صداقت گروپ کے خدام کا ایک اصلاحی جلسہ ہوا۔ خدام نے اور زعیم صداقت گروپ نے تقاریر کیں۔ — مکرم بشیر احمد صاحب شاد تا حال ڈی۔ جے ہسپتال امرتسر میں زیر علاج ہیں۔ احباب موصوف کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

تقریب شادی

مورخہ ۱۵ر جولائی شام کو مکرم میر احمد ظفر صاحب کی تقریب شادی عمل میں آئی۔ اس سے قبل ان کا نکاح عزیزہ دردانہ شاہین صاحبہ بنت مکرم مرزا محمود احمد صاحب درویش کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھا تھا۔ چنانچہ مکرم محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی کے مکان پر مکرم حمید الدین صاحب مبلغ نے دعائیہ خطبہ دیا۔ محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت نے دعا کرائی۔ اسی طرح ۱۷ر جولائی بروز اتوار اسٹار لون فیاکٹری کاچی گوڑہ پر دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت و رشتہ داران اور دوستوں نے شرکت کی اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے۔ مکرم میر احمد ظفر صاحب کی طرف سے دس روپے شکرانہ ادا کئے گئے۔ خاکسار: محمد صادق سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدر آباد۔

سالانہ قادیان ۱۹۷۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

اپنوں اور غیروں کے متعلق

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ مدراس

تاریخ مذاہب میں پیشگوئیوں کو بہت بڑا دخل اور اہمیت حاصل ہے یعنی کسی بانی مذہب یا مامور من اللہ کی اپنی پیش خبریاں اور اُن کا پورا ہونا۔ شان کے طور پر حضرت رسول کریم کی صداقت پر بطور روشن دلیل آپ کی اپنی ایسی بیشمار پیشگوئیاں ہیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر نہایت شاندار رنگ میں پوری ہوتی آرہی ہیں انہیں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا زمانہ، آپ کا نام، خاندان کا نام، آپ کی آمد کے وقت کی عظیم الشان آسمانی و زمینی علامات وغیرہ کے متعلق جو جو پیشگوئیاں فرمائی تھیں وہ سب کی سب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے حق میں نہایت شاندار رنگ میں پوری ہو کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت رسول کریم صلعم کی ایک پیشگوئی موجود ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں منقسم ہو گئے تھے اسی طرح میری اُمت پر ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اس وقت وہ ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو گی اور ان میں سے صرف ایک فرقہ جو الجماعت کہلانے والا ہوگا نجات یافتہ ہوگا۔

مشکوٰۃ کی اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے حضرت محی الدین ابن عربیؒ اپنی تصنیف "مرقاہ شرح مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں:۔

ثلاث اثنتان وسبعون فرقۃ کلھم فی النّار والفرقۃ النّاجیۃ ھم اھل السّنّۃ البیضاء المحمدیۃ والطریقۃ النّقیّۃ الاحمدیّۃ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲)

یعنی یہ ۷۲ فرقے ناری ہونگے اور ایک فرقہ جو ناجی ہوگا حضرت رسول کریم صلعم کے اہل سنت اور شریعت محمدیہ پر گامزن ہونے والا ہوگا اور وہ الطریقۃ النقیۃ الاحمدیۃ یعنی وہ مقدس سلسلہ احمدیت کے نام سے مشہور ہوگا۔

اس طرح حضرت رسول کریم صلعم کی پیشگوئیاں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق نہایت شاندار رنگ میں پوری ہو گئی ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مامور من اللہ کی دو حیثیتیں ہوا کرتی ہیں ایک بشیر ہونے کی اور دوسرے نذیر ہونے کی ان ہی حیثیتوں کے مطابق ان کی پیشگوئیوں میں بھی انذار اور تبشیر کے دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ دونوں پہلو یعنی بشارت اور انذار وعدہ اور وعید نظر آتے ہیں۔ دونوں ہی طرح کی پیشگوئیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لئے وقت کی رعایت سے ان میں سے بعض پیشگوئیاں کا اس وقت ذکر کیا جانا مقصود ہے۔

سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں میں سے صرف چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی جو اپنے اندر انذار کا پہلو رکھتی ہے اپنی صداقت کے ثبوت کے طور پر رونما ہونے والی ارضی و سماوی آفات ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی آمدِ ثانی کے متعلق یہ علامات بیان فرمائی ہیں کہ:۔

"قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریگی اور بڑے بڑے بھونچال آئیں گے اور جا بجا کال اور مری پڑے گی اور آسمان پر بڑی بڑی دہشتناک باتیں اور نشانیاں ظاہر ہوں گی۔۔۔ سورج اور چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے۔۔ اور زمین پر قوموں کو تکلیف ہو گی کیونکہ وہ سمندر اور اس کی لہروں کے شور سے گھبرا جائیں گے۔ اور ڈر کے مارے۔ اور زمین پر آنے والی بلاؤں کی راہ دیکھتے دیکھتے لوگوں میں جان نہ رہے گی۔ اس لئے کہ آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں گی اس وقت لوگ ابن آدم کو قدرت اور بڑے جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گے۔"

(لوقا ۲۸: ۱۰ تا ۲۱)

چونکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جس مسیح کے آنے کی پیشگوئی مسیحیوں اور مسلمانوں میں چلی آرہی ہے اس کے مصداق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں چنانچہ لوقا کی مذکورہ پیشگوئی کے پس منظر میں جب ہم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اپنی پیشگوئیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو اس سے ملتی جلتی بلکہ اس سے بھی زیادہ صاف لفظوں میں زبردست اور تباہ کن زلازل کی خبریں پاتے ہیں:۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دسمبر ۱۹۰۳ء اور جون ۱۹۰۴ء میں الہام ہوا۔

"عفت الدیار محلھا ومقامھا

زلزلہ کا دھکہ"

(تذکرہ صفحہ ۵۰۶، صفحہ ۵۱۷ ایڈیشن دوم)

۲۔ ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کا ایک کشف بیان کرتے ہوئے حضورؑ لکھتے ہیں:۔

"کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح سے شورِ قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے کہ میں بیدار ہو گیا۔"

(تذکرہ صفحہ ۵۲۵ ایڈیشن دوم)

(۳) اسی طرح ... اپریل ۱۹۰۵ء میں ساری دنیا کو "الانذار من وحی السماء" کے عنوان پر ایک اشتہار شائع فرما کر تنبیہ فرماتے ہیں:۔

زلزلہ سے دیکھتا ہوں کہ زمین زیر و زبر وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

ان الہامات کے مطابق ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کو پنجاب میں واقع کانگڑہ کی خاموش آتش فشاں پہاڑی جنبش میں آئی اور اس نے سینکڑوں میل تک زمین کو ہلا کر رکھ دیا

عفت الدیار محلھا ومقامھا

کے مطابق اس علاقہ کی تمام عارضی اور مستقل رہائش گاہیں تباہ و برباد ہو گئیں اور ۲۰ ہزار آدمی اس بھیانک زلزلہ سے موت کا شکار ہو گئے۔ اس کے علاوہ حضورؑ اپنی مشہور و معروف کتاب حقیقۃ الوحی میں ایسی ہی ایک ہولناک انذاری پیشگوئی کا ذکر آیا ہے جس میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے صفحوں میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸۶)

چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق بیسویں صدی میں ۱۹۰۵ء سے لے کر ۱۹۷۶ء تک دنیا نے بے شمار ایسے زلزلے بھونچال قحط اور سیلاب دیکھے جو قیامت کے نظارے اپنے اندر لئے ہوئے تھے صرف تین چار ماہ قبل چین اور فلپائن میں بھیانک اور ہیبت ناک زلزلے آئے ان سے اندازاً ایک لاکھ سے دس لاکھ افراد مارے گئے لاکھوں بے گھر و بے در ہوئے اور اربوں روپوں کا نقصان ہوا۔

بہر حال یہ تباہیاں اور بلا کتیں

عاد اور ثمود کی داستان دہرا رہی تھیں بلکہ ان سے بھی کہیں زیادہ تباہ کن تھیں۔ اسی طرح آپؑ مستقبل میں رونما ہونے والی عظیم تباہیوں کے متعلق ساری دنیا کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے۔ اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سُننے کے ہوں وہ سُنے کہ وہ وقت دور نہیں مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے ساتھ سب کو جمع کروں۔ پس ضرور تھا کہ قدرت کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہوگا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ"۔

(حقیقۃ الوحی)

ان پیشگوئیوں میں زلزلوں کے علاوہ جنگِ عظیم اور دیگر عالمگیر تباہیوں کا بھی ذکر تھا۔ چنانچہ دنیا نے پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں اور ان کے ہولناک اور ہیبت ناک نتائج کو بھی دیکھا اس پیشگوئی کی جتنی بھی شقیں تھیں وہ سب کی سب پوری ہو گئیں۔ اور ان پیشگوئیوں کا تعلق جن جن ممالک کے ساتھ تھا۔ وہ سب کے سب ان دونوں جنگوں کی لپیٹ میں آ گئے۔ شہروں کے شہر ویران ہو گئے۔ لاکھوں کروڑوں آدمی مارے گئے خون کی ندیاں بہہ گئیں دنیا تہہ وبالا کر دی گئی۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

بہرحال ان ہولناک تباہیوں کے بارے میں خدا تعالیٰ کے ایک فرستادہ نے قبل از وقت تنبیہ فرمائی تھی لیکن دنیا نے اس آواز پر کان نہ دھرا جس کے نتیجہ میں دنیا کو اتنی بڑی تباہیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ؎

ایک طوفاں ہے خدا کے قہر کا اب جوش میں
نوحؑ کی کشتی میں جو بیٹھے وہی ہو رستگار

-۲-

اب میں آپ کی خدمت میں دو ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں۔ یہ دونوں پیشگوئیاں دو عظیم الشان انقلابوں کے پیشِ خیمہ کی حیثیت رکھتی ہیں ایک جسمانی دوسرا روحانی۔

(الف) جنگِ عظیم کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے ۱۹۰۵ء میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ؎

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن و انس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

روس کے بارے میں آپ نے یہ پیشگوئی اس وقت فرمائی تھی جبکہ وہاں زار اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ حکومت کرتا تھا۔ اور کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ زارِ روس کی حالت حالِ زار میں تبدیل ہو جائے گی۔ جس وقت آپؑ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ تو اس وقت آپؑ کے مخالفوں نے اس پر ہنسی مذاق اڑایا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ زارِ روس کا تخت الٹ جائے۔ اور ان کی حالت خراب ہو جائے۔

لیکن صرف دس سال کے اندر اندر رُوس میں ایک عظیم الشان انقلاب آیا یعنی ۱۲ ارمارچ ۱۹۱۷ء کو دنیا کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اختیار رکھنے والا بادشاہ جو اپنے آپ کو زار کہتا تھا۔ یعنی کسی کی حکومت کو نہ ماننے والا اور سب پر حکومت کرنے والا وہ حکومت سے بے دخل ہو کر اپنی رعایا کے ماتحت ہو گیا۔ اور ۱۵ ارمارچ کو مجبوراً اُسے اپنے ہاتھ سے یہ اعلان لکھنا پڑا کہ وہ اور اس کا خاندان حکومت سے دستبردار ہوتے ہیں اور حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے مطابق زاروں کے خاندان کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس کے بعد زارِ روس اور اس کے خاندان کی وہ خطرناک حالت شروع ہوئی جسے سن کر سنگدل سے سنگدل انسان کا دل اُٹھتا ہے۔ اُن کے بیمار بچہ کو آنکھوں کے سامنے مار ڈالا گیا جوان بیٹیوں کی بے عزتی کی گئی۔ بالآخر ۱۶ ارجولائی ۱۹۱۸ء کو سب کے سب افرادِ خاندان کو نہایت سخت عذاب کے ساتھ قتل کر دیا گیا اور خدا کے اس مامور و مرسل کی بات پوری ہوئی کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

(ب) اسی مملکتِ روس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اور عظیم الشان پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور یہ پیشگوئی وہاں رونما ہونے والے عظیم روحانی انقلاب کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہے۔ وہ پیشگوئی یہ ہے:

"مَیں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں"۔

(ضمیمہ تذکرہ ص۸۱۰)

اسی طرح فرمایا:۔ "مَیں نے دیکھا کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے"۔

ہمارے بھائیو! جس طرح زارِ روس کی پیشگوئی جو نہایت نا ممکن حالت میں کی گئی تھی۔ اور معجزانہ رنگ میں پوری ہو گئی تھی۔ اسی طرح اس پیشگوئی کے متعلق بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ بھی اپنے وقت پر نہایت شاندار رنگ میں پوری ہو گی۔

غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبل ازیں یہ خبر دی تھی کہ مملکتِ رشیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا ہونے والا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پچھلے سال جب کوپن ہیگن تشریف لے گئے تھے تو وہاں کی مسجد نصرت جہاں میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

"جس دن لینن اور اس کے ساتھیوں نے سر جوڑ کر انقلابِ روس کا منصوبہ بنایا اس سے دو ہفتے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

یہ لمبی پیشگوئی ہے اور یہ اس کا صرف ایک حصّہ ہے جس میں زارِ روس اور اس کے اقتدار کے خاتمہ کی خبر بھی دی گئی تھی ایک دفعہ ایک روسی سائنسدان پاکستان آیا۔ ہم نے اسے دعوت دے کر ربوہ بلایا جب وہ ربوہ آیا تو مَیں نے اسے کہا جب تمہارے لیڈر لینن کو ابھی پتہ بھی نہیں تھا ہمیں معلوم تھا کہ تمہارے ملک میں کیا ہونے والا ہے۔ میں نے اور بھی پیشگوئیاں اسے بتائیں وہ سن کر بہت حیران ہوا اور اس نے بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ الغرض یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہوئی اور ہم نے اسے پورا ہوتے دیکھا اس سے بھی زیادہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو ابھی پوری ہونی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ روس کے اندر ریت کے ذروں کی طرح احمدی ہیں۔ جو پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں وہ دلوں میں یہ یقین پیدا کر جاتی ہیں کہ جو مزید بشارتیں یا خبریں دی گئی ہیں۔ وہ بھی اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی۔ (بدر ۲۷ نومبر ۷۵ء)

(۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیوں میں سے ایک حصہ ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے جو آپؑ کے مخالفوں اور دشمنوں کی ناکامی اور اس کے بالمقابل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور زمین کے کناروں تک اس کی شہرت پانے کے متعلق ہے۔

قبل اس کے کہ مَیں ان پیشگوئیوں کے متعلق کچھ عرض کروں جماعتِ احمدیہ کی ابتدائی حالت کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں آپ اپنے اور اپنی جماعت اور اس کے مرکز قادیان کے متعلق فرماتے ہیں ؎

اِک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد
لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت کی تعداد صرف انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی اور بے سروسامانی کا عالم تھا۔ اس غریب نادار اور بظاہر بے یار و مددگار اور کمزور جماعت کے بالمقابل ہندوستان بھر کے غیر احمدی علماء نے ایک متحدہ محاذ بنا رکھا تھا ان علماء کی ساری مشغولیاں اور ان کا سارا علم دشمنِ جماعت کی مخالفت کے لئے وقف تھا۔ کہیں احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جا رہا تھا۔ کہیں مسجدوں کے دروازے ان پر بند کئے جا رہے تھے۔ کہیں قبرستانوں سے بے دخل کئے جا رہے تھے ہر طرف مخالفین کے نعرے تھے کہ وہ احمدیت کو دنیا سے نیست و نابود کر دیں گے اور ان کے نام و نشان مٹا دیں گے۔ ایسے ہی موقعہ پر خدا تعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے کہ ؎

"خدا تیرے نام کو اس روز

(باقی ص۱۱ پر)

اُذکروا موتاکم بالخیر

میرے والد مرحوم مکرم محمد احمد صاحب نسیم درویش

از مکرمہ حفیظہ احمد صاحبہ نسیمؔ ریسرچ سکالر پنجاب یونیورسٹی چنڈیگڑھ

والد صاحب کا تصور جب کبھی پردہ تخیل پر آتا ہے تو ..... ایک پُر نور شخصیت ... چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ بکھری ہوئی اور بڑا ہی مطمئن وجود گویا کہ اس شخص کو دنیا کی کوئی کمی نہ ہو اور نہ کوئی تنگی ہو۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کے حقیقی مصداق نظر آتے ہیں ... قد چھوٹا اور رنگ سانولا آنکھیں بڑی بڑی مگر ان میں ایک خاص چمک چہرے سے تمکنت عیاں ہے چال میں کچھ تیزی اپنے قد کے مقابلہ میں قدم کچھ بڑے بڑے اور زبان پر ذکر و تسبیح کا ورد۔ بیماری کے زور پکڑنے سے قبل ..... ہاتھ سخت اور کھردرے جو زندگی میں آنے والی مشکلات اور ان سے کامیاب مقابلہ کی غمازی کرتے ہیں اور صحت اپنی باڈی کے حساب سے ٹھیک۔ لیکن... بیماری نے آہستہ آہستہ اندر ہی اندر جسم کو کھانا شروع کر دیا کبھی کبھی پاؤں متورم ہو جایا کرتے تھے۔ تو ہم سب فکر مند ہو جاتے اور ڈاکٹر کو دکھانے کے لئے کہتے مرحوم اپنے شفیق ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب سے دوا لیتے رہے ڈاکٹر صاحب کے مشورہ پر امرتسر سے E.C.G اور دیگر ٹیسٹ وغیرہ بھی کروائے تو ڈاکٹر صاحب نے اپریشن کا مشورہ دیا تھا۔ والد صاحب مرحوم نے ہم سے اس کا ذکر نہ کیا۔ اور ہم اگر فکر مندی کی وجہ سے زیادہ اصرار کرتے کہ کیا ہوا ہے تو کہتے کہ پیشاب کی تکلیف ہے اور ہم زیادہ پوچھ بھی نہ پاتے۔ پھر مرحوم نے اپریشن کی بجائے HOMEOPATHY طرز علاج کی طرف توجہ کی اور بغیر اپریشن کے ہی شفا کی اُمید کی ... اللہ کی رضا کچھ اور ہی تھی ... حالت روز بروز ابتر ہوتی جارہی تھی یہاں تک کہ وہ شخص جو ہمیشہ بیماروں کی تیمار داری اور دوائیاں دینے میں ہمیشہ مصروف نظر آتا تھا خود بستر کے ساتھ لگ گیا چلنا پھرنا محال ہو گیا چکروں کی وجہ سے نڈھال سے رہتے۔ ایک دو بار خون کی قے آئی حالت بہت زیادہ خراب ہو گئی پھر کچھ سنبھل گئے قادیان کے سول ہسپتال سے علاج ہوتا رہا آخر ڈاکٹروں نے SERIOUS CASE کہہ کر امرتسر جانے کا مشورہ دیا۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت میاں وسیم احمد صاحب نے علاج میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور فوراً امرتسر ہسپتال میں داخل کروانے کے انتظامات فرما دئے والد صاحب کے PROSTRAIT Glands میں سوزش آگئی تھی۔ جس کی وجہ سے پیشاب میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ پیشاب کے رُکے رہنے سے گردے خراب ہونے لگے اور آہستہ آہستہ دونوں گردے بیکار ہو گئے۔ امرتسر میں ٹیوب کے ذریعہ سے پیشاب نکالا گیا تقریباً دو ڈھائی کلو کے قریب ہوگا ... نہ جانے کس طرح اس تکلیف کو برداشت کرتے ہونگے۔ لیکن کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا کہ باقیوں کو اس سے تکلیف پہنچے۔

آخری وقت تک چہرے پر رونق تھی اور بہت مطمئن چہرہ دکھائی دیتا تھا کہ ہمیں ڈاکٹروں کی رپورٹ کا یقین ہی نہیں آتا تھا کہ — EXTREMELY SERIOUS CONDITION ہے۔ شاید وہ اپنی زندگی کے مقصد کے حصول اور اللہ تعالےٰ سے عنقریب وصال کی خوشی میں پُر رونق تھا اور بالکل مطمئن تھا۔ اور کوئی حزن و ملال اور کرب و تکلیف کے آثار آپ کے چہرے پر نہ تھے۔ حالانکہ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق دونوں گردے بالکل بیکار ہو چکے تھے۔ اور خون میں یوریا (UREA) کی مقدار خطرے کی حد سے تجاوز کر کے چھ گنا ہو گئی تھی۔ بستر مرگ پر ایک بار بھی آپ نے آہ تک نہیں کی کئی بار غیر ارادی طور پر آپ کا ہاتھ تیزی کے ساتھ اُٹھ جاتا تھا جسم کے کسی حصہ کی طرف تو کہہ دیتے ذرا مل دو تھوڑا کھچاؤ پڑا ہے۔ اپنی تکلیف کو اپنی ذات تک ہی محدود رکھا اور کبھی کسی سے ذکر نہ کرتے بلکہ کسی کو اس کا احساس تک بھی نہ ہونے دیتے یہاں تک کہ الحاج حضرت امیر صاحب رضؓ جو کہ والد صاحب کو بیٹے سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے ان سے بھی ذکر نہ کرتے۔ ایک دفعہ والدہ حضرت امیر صاحب مرحوم کے پاس گئیں کہ حمید کے والد (والد صاحب) بیمار ہیں اور اپنا علاج ٹھیک سے نہیں کرواتے تو آپؓ فرمانے لگے کہ وہ تو بالکل ٹھیک ہیں ابھی ابھی تو میری بیوی کے لئے ڈاکٹر سے دوائی لا کر دے گیا ہے ... یہ والد صاحب مرحوم کی وفات سے صرف دو تین ماہ قبل کی بات ہے۔

آخر انسانی کوششیں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے آگے جھک گئیں اور ۲۱ر جولائی ۷۵ء کو ہمیں غمگین چھوڑ کر مولائے حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اللہ تعالیٰ والد صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ہم کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والد صاحب ہمیشہ ہی ذکر الٰہی دعاؤں پر بہت زیادہ زور اور توجہ دیتے تھے اور دنیاوی کوششوں اور تدابیر کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص مدد و نصرت اور اس کے رحم و کرم کے زیادہ طالب رہتے تھے۔ جس طرح خود دعاؤں میں شغف رکھتے تھے۔ اسی طرح ہم سب کو بھی دعاؤں کی تلقین کیا کرتے تھے۔ یہی نہیں میں ان اوقات کو کس طرح بھلا سکتا ہوں جبکہ والد صاحب ہم سب بہن بھائیوں کو اکٹھا بٹھا کر بالجہر دعائیں کروایا کرتے تھے۔ خود دعائیں پڑھتے جاتے اور ہم سب آپ کے ساتھ ساتھ اس کو دہراتے جاتے تھے یہ کسی ایک دن کا معمول نہیں تھا بلکہ روز کا دستور تھا کہ ہم بچے کھانا تیار ہونے سے قبل ہی باورچی خانے میں والدہ صاحبہ کے پاس پہنچ جایا کرتے تھے اتنے میں والد صاحب آجاتے اور ہم سب کو اکٹھا بٹھا کر دعائیں کراتے تھے خاص خاص دعائیں جو ہمیں کرواتے تھے وہ والد صاحب کو خوب یاد تھیں اور ہمیں دہرانے سے یاد ہو جاتی تھیں وہ دعائیں تقریباً سبھی کی سبھی ادعیۃ الرسولؐ اور ادعیۃ المسیحؑ میں سے ہوا کرتی تھیں۔ پھر کھانے کے دوران ہم کو کھانے کے آداب سکھلاتے اور کھانے کے دوران کوئی نہ کوئی مزیدار بات بھی سنایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بات شروع کر دیتے تھے اور پھر نوالہ منہ میں رکھکر چبانا شروع کر دیتے اور جب تک خوب اچھی طرح چبا کر نوالہ نگل نہ لیتے بات جاری نہ کرتے تھے ہم سب ان کی طرف دیکھتے رہتے اور کئی بار تنگ آکر کہہ دیا کرتے تھے کہ آپ بات آدھی چھوڑ کر ہمیں SUSPENSE میں نہ ڈالا کیجئے۔ چبانے کے دوران ہی سنا دیا کریں تو آپ ہنسے سے مسکرا دیتے اور مجھے وہ سین بھی یاد ہے کہ جب کھانے کے دوران کسی ایک کو سینتے کہ منہ کھول کر دکھاؤ اور جب تک بار یک پیس نہ لیں اگلا نوالہ لینے نہیں دیتے تھے۔

دُعاؤں کے ذکر میں ایک بات اور بھی قابلِ ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آپ استغفار درود اور ذکر و تسبیح کیا کرتے تھے ہم لوگ گھر پر گزارے کے لئے کرسیاں بُننے کا کام کیا کرتے تھے۔ کرسیاں بُننے کے لحاظ سے تو صرف والدہ ہی کام کیا کرتی تھیں ہم بچے ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ والدہ نے قادیان میں آنے کے بعد درویشی کے زمانہ میں ہی یہ کام سیکھا اور اس طرح اللہ تعالےٰ نے تنگی کی حالت کو دور کرنے کا ایک بہترین ذریعہ ہمیں عطا کر دیا۔ الحمد للہ کام حاصل کرنے کے لئے والد صاحب باہر جایا کرتے تھے اور لوگوں کے ہاں سے اور دفاتر اور اسکولوں سے کرسیاں لایا کرتے تھے۔ ہم بچے بھی ان کے ساتھ جایا کرتے تھے راستہ میں خود بھی دعائیں کرتے جاتے اور ہم کو بھی دعائیں کرتے ہوئے چلنے کی تاکید کرتے بلکہ بالجہر پڑھتے ہوئے چلنے کو کہتے۔ تاکہ خود بھی سن سکیں باہر جاتے ہوئے ایک سوٹی ضرور ہاتھ میں رکھا کرتے تھے اور عموماً دو فٹ کا ایک رول ہوتا تھا۔ ہمیں بھی جب شام یا رات کو باہر بھیجتے تو سوٹی ضرور رکھنے کے لئے تاکید کرتے۔

والد صاحب احمدیہ شفاخانہ میں کمپونڈر کے فرائض سر انجام دیتے تھے اور انہوں نے اس فرض کو انتہائی لگن اور اپنی پوری ہمت سے آخری دن تک انجام دیا اور اس فرض کی ادائیگی سے اپنی کسی

بھی قسم کی تکلیف کا خیال نہ رکھا۔ ہمارا مکان احمدیہ شفاخانے کے اوپر ہوا کرتا تھا۔ اور ہسپتال عموماً پانچ گھنٹے کھلا کرتا تھا۔ لیکن مریض.... بیمار ہونے کا بھی بھلا کوئی وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور خاص طور پر بچے وغیرہ تو رات ہی میں زیادہ بیمار پڑتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں دعاؤں کے ساتھ ساتھ تدبیر کا حکم بھی دیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ رات کے سناٹے کو چیرتی ہوئی آواز ٹھک ٹھک۔ ٹھک.... کسی کے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز اور ہمارے جاگنے سے قبل ہی والد صاحب بالکونی میں پہنچ چکے ہوتے کہ کون صاحب ہیں؟ اسی وقت مریض کے بارے میں سننا اور اگر SERIOUS CASE ہوتا تو ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیج دیتے ورنہ خود ہی جلدی سے جا کر دوائی دے کر آتے تھے یا گھر سے ہی دوائی دے دیتے تھے والد صاحب نے گھر کی دو الماریوں میں مختلف الانواع دوائیں اور گولیاں رکھی ہوئی تھیں اور الماریاں مقفل رہتی تھیں نام وغیرہ درج کرکے دوائی دیتے تھے۔ اسی بارے میں ایک بات قابل ذکر ہے وہ یہ کہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی والد صاحب کو بغیر "ھُوَ الشَّافِی" کہے کسی کو دوائی دیتے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ رات کو مریض کیلئے دوائی اگر اوپر ہی ہو تو اسے دھاگے سے لٹکا کر دیتے ہوئے بھی ھوالشافی کہا کرتے تھے۔ جب کسی کو اپنے سامنے دوائی کھلاتے یا پلاتے تو وہ چاہے ہندو ہو یا مسلمان بسم اللہ الشافی کہہ کر پلایا کرتے تھے۔ شروع میں والد صاحب کی صحت اچھی تھی لیکن اندرونی طور پر ان کو مرض کھاتا رہا جس کا احساس تک بھی انہوں نے کسی کو ہونے نہ دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ دوائی دینے کیلئے فوراً اُٹھ کر تقریباً دوڑتے ہوئے نیچے ہسپتال میں جاتے اور جلدی جلدی مریض کو دوا دیتے اور کئی بار ٹیکہ وغیرہ لگانے کے لئے جانا پڑتا تو ایک مشینی پرزہ کی طرح جب کچھ جلدی جلدی سامان تیار کرکے جاتے اور جب واپس پہنچتے تو نڈھال ہو چکے ہوتے بہت مشکل سے دیوار کا سہارا لیتے ہوئے اوپر چڑھتے آتے تھے۔ سانس چڑھ جاتی تھی۔ نہ جانے کون سی غیر مرئی طاقت تھی جو ان کے جسم میں بجلی کی سی پھرتی ڈال دیتی تھی کہ وہ مریض کی ایک آواز پر ہی دوڑتے چلے جاتے اور خدمت کے دوران تھکاوٹ کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا

اُنہیں۔

والد صاحب جب بھی کوئی نئی قمیص سلواتے تو اس میں چار نہیں تو کم از کم تین جیبیں ضرور رکھوایا کرتے تھے جو کہ MOBILE DISPENSARY کا کام دیتی تھیں سائڈ والی دونوں جیبوں میں عام ضرورت کی دوائیں رکھا کرتے تھے اور سامنے والی جیب میں عموماً پین اور کاغذ ہوتا تھا راستے میں ہی لوگ ان سے دوا لے لیا کرتے تھے اور والد صاحب قلم ساتھ ہو تو فوراً ہی کاغذ پر نام اور دوا لکھ لیا کرتے تھے۔ کیونکہ دوا کا اندراج بھی ڈیوٹی کا ایک حصہ ہے جسے وہ کبھی نہیں بھولے اور کئی بار قلم نہیں ہوتا تو ہمیں بھی کہتے کہ یاد رکھنا کس کس کو دوائی دی ہے اگر خود یاد نہ رہے تو پوچھ لیا کرتے تھے کئی بار کاپی پین لے کر بیٹھ کر یاد کیا کرتے تھے۔ کہ آج راستے میں کس کس کو دوائی دی ہے اللہ تعالیٰ والد صاحب کو ان کی اس بے لوث خدمت کی اپنے حضور سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین!

اہل وعیال کیساتھ سلوک

ایک خاوند کو اپنی اہلیہ سے جتنا پیار اور جیسا سلوک کرنا چاہیئے اس کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے اصحاب اسوۂ حسنہ ہیں والد صاحب نے اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے ان بزرگان کو ہی MOTIVE رکھا اور اسی طرح کے سلوک کی سعی کی جس کا حکم دیا گیا ہے۔ جتنا پیار مرحوم اباجان نے ہماری امی کو دیا وہ الفاظ کی بندشوں سے یقیناً بالا ہے اور اس کا احساس تو وہ بیوہ ہی کر سکتی ہے کہ جب بھی وہ اس سلوک کو یاد کرتی ہے تو آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتی ہیں اور ایک رقت کی کیفیت سی طاری ہو جاتی ہے یا پھر ہم بچے کچھ حد تک اس کو محسوس کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس پیار کی جھلک دیکھی یقیناً ہمارے لئے وہ ایک اعلیٰ نمونہ تھا۔ والدہ سے کبھی بہت زیادہ غصہ سے بات نہیں کی اور کبھی "تو" کہہ کر مخاطب نہیں کیا اور ہر ضروری کام میں والدہ سے مشورہ ضرور لیا کرتے تھے.... جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ گذارے کیلئے ہماری والدہ گھریلو کاموں سے فراغت کے بعد کرسیاں بننے کا کام کیا کرتی تھیں۔ والد صاحب خود تو یہ کام نہ کر سکتے تھے لیکن پھر بھی والدہ کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹایا کرتے تھے

کبھی تانا ڈال دیتے تھے ورنہ کرسیوں کی مرمت کا کام کرتے رہتے تھے۔ اکثر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب آہستہ آہستہ پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور کبھی ENGLISH AUTHORS کی کتب، جو زیادہ تر سائیکالوجی اور POWER OF MIND اور HOW TO INCREASE YOUR MEMORY" یا "HOW TO WIN FRIENDS" اُٹھا لاتے اور بڑے ہی پُرلطف انداز میں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور پھر ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ ملیالم اور اردو میں کرتے جاتے تھے تاکہ کام میں بھی دل لگا رہے اور بوریت نہ ہو۔

امتحان قریب آتے ہوں تو کرسیوں کے کام کی بجائے ہمیں وہاں کتابیں لے کر بیٹھنا پڑتا تھا۔ اور پڑھائی کے دوران جب نیند آ جاتی (ایسا اکثر ہوا کرتا ہے) تو بڑے پیار سے اٹھا کر بستر پر لٹا دیا کرتے تھے نیند میں کبھی بالکل غلط نہیں پڑھنے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی چھوٹا کھانا کھائے بغیر سو جائے تو جگانا اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ کہتے ایک آدھ گھنٹہ بعد جاگ جائیگا تو کھلا دینا... اور کئی بار پڑھتے پڑھتے ہم اونگھنے لگتے۔ (کھیل کر تھکاوٹ کی وجہ سے ایسا اکثر ہوتا تھا) تو کہتے کہ ابھی سو جاؤ اگر سکول کا کام کرنا ہے تو ایک گھنٹہ بعد میں جگا دونگا پڑھائی میں شوق پیدا کرنے کے لئے والد صاحب نے جتنی کوشش کی وہ یقیناً اور کسی نے نہیں کی بڑی بڑی Sheets پر سارے پہاڑے زبانی جمع تفریق کی گردانیں Metric اور [illegible] کے حساب کتاب وغیرہ لکھ کر بڑے گتوں پر چپکا کر لٹکائے تھے۔ اور ان کو یاد کرکے سنانے پر معقول معاوضہ جیب خرچ کے لئے ملا کرتا تھا۔ ایک اور بات قابلِ تحریر ہے وہ یہ کہ والد صاحب ہندی پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے اردو لکھ اور پڑھ لیا کرتے تھے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے کتب کے مطالعہ کے شوق نے انہیں اردو سیکھنا آسان کرکے دکھایا چونکہ ہندی نہیں جانتے تھے اس لئے جب کبھی حساب کا سوال سمجھنے اباجی کے پاس گئے تو پہلے ایک دو بار سوال پڑھ کر سنا دیتے پھر ہم کو سوال کتاب بند کرکے زبانی بتانا پڑتا تھا۔ یہاں تک کہ سوال خود بخود بار بار پڑھنے سے سمجھ آ جاتا۔ اور پھر وہ تھوڑا سا HINT دے دیتے۔ والد صاحب

مرحوم کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ والد صاحب شادی کے بعد [illegible] کہ ہماری والدہ کے گھر رہے تھے۔ (ملابار کے رواج کے مطابق شادی کے بعد بیٹی والدہ کے گھر ہی رہتی ہے اور داماد دلہن کے مکان میں آ جاتا ہے) ان میں بہت سی کتب کی جلدیں ہوئی تھیں جن میں سے کافی کتب والد صاحب نے قادیان آنے کے بعد وہاں سے منگوائی تھیں اور بہت ساری کتب رسالہ SATYADOOTHAN کے ادارہ کو دے دی تھیں۔ اس کے علاوہ گھر کی بہت سی الماریاں کتابوں کی بھری ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کے کافی ذخیرہ کے علاوہ مختلف مضامین کی اور مختلف مذاق کی کتب موجود ہیں۔ اور ان کتب سے اتنا عشق تھا کہ برسات کے دوران والدہ ہماری گندم کی پوٹلیاں چیک کرتی تھیں کہ کہیں سسری نہ لگ گئی ہو اور والد صاحب اس سے زیادہ اپنی کتب کی فکر کرتے کہ کہیں دیمک نہ لگ جائے۔ کتابیں نکال کر دھوپ لگوائیں اور پھر Setting کرتے اور نئے سرے سے نیم کے پتے منگوا کر ان میں ڈالتے الماریاں چیک کرتے کہ سیل تو نہیں آ گئی ہے۔ ان میں بارش کی وجہ سے بہت لگاؤ اور پیار تھا اپنی کتب سے۔ اپنے سرمائے سے۔ اپنی ان کتب میں سے نکال کر ہمیں انگلش گرامر، اردو گرامر، مضامین کی کتب (اردو۔ ہندی۔ انگریزی وغیرہ) کتابیں دیتے اور دوران سال check کرتے تھے۔

مطالعہ کے بارے میں ایک اور بات قابل ذکر ہے اور وہ ہے کبھی بہت ایمان افروز... مرحوم علاقہ ملابار سے آئے تھے اور یہیں آ کر انہوں نے خود سے ہی اردو پڑھنا اور پھر لکھنا سیکھا۔ پڑھنے میں اتنی روانی نہ تھی کہ ان کا تشنہ قلب تسکین پاتا اور مطمئن ہوتا... تو آپ کسی نہ کسی مدرسہ احمدیہ کے طالب علم کو ڈھونڈ کر بلا لاتے اور گھر بٹھا کر اس سے حضرت مسیح موعود کی کوئی کتاب پڑھواتے اور سنتے رہتے اور پھر چائے وغیرہ کا بھی بندوبست کرتے تاکہ سنانے والا بھی تھک نہ جائے اللہ اللہ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کو پڑھنے کا اور اس کو سمجھنے کا شوق کتنا زیادہ تھا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس ایمانی شعلہ سے حصہ دے جو اس نے والد مرحوم کے دل میں جلا رکھا تھا

جن جماعتوں میں تاحال قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کے انتخاب عمل میں نہیں آئے وہ جلد انتخاب کروا کر بغرض منظوری مرکز ارسال فرمائیں۔ (مہتمم تجنید)

دعوتِ حق کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ: بقیہ صفحہ ۲

عرب کے بت پرستوں ... اپنے شرکیہ عقائد پر ... اور اس کے لئے انہوں نے اپنی دولت بھی خرچ کی اور اپنے عزیزوں ... خون بھی بہایا۔ مگر جب دلوں کی کھڑکیاں کھلیں تو ان کو بتوں کی بے حقیقتی کا علم ہو گیا۔ اپنے ہی نفول پر افسوس آنے لگا۔ اس زمانے میں یہی کچھ ہونے والا ہے۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اور ہر مہم کو سر کرنے کے لئے مخصوص افراد ہوتے ہیں۔ تقدیر الٰہی انہیں سے ایسے کام لیا کرتی ہے اسی کی طرف عربی محاورہ لکلِّ فنٍّ رجالٌ اشارہ کرتا ہے۔ ہر زمانہ کے مناسب حال قدرت الٰہیہ ایسے افراد کو کھڑا کر دیتی ہے جو مخصوص قسم کے کام کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ اسی لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ برادرانِ اسلام بھی اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کریں کہ اس زمانہ میں بگڑے مسلمانوں کو صحیح اسلامی تعلیمات پر کاربند کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ آپ نے متذکرۃ الصدر حوالہ سے ایک تنظیم کے نوجوانوں کی اپنی کوشش اور پھر ناکامی کی مثال پڑھ لی۔ ہماری بات کوئی بے بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث کے زبردست شواہد اور مستند حوالوں پر مبنی ہے۔ حضرت صادق و مصدوق پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اگر آج عامۃ المسلمین حقیقی اسلام سے دور ہو چکے ہیں تو یہی لوگ مع دوسری قوموں کے حضرت امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ پھر سے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں گے۔ تب ان پیروں اور ملاؤں کی گرفت خود بخود ڈھیلی پڑ جائے گی مسلمانوں کے دلوں میں سچا اور زندہ ایمان پیدا ہوگا۔ وہ ان پیروں اور ملاؤں کو اپنے سے دور ہٹائیں گے اور انہیں صاف کہہ دیں گے کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ اِنَّا اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا۔ ہم اپنے رب کے نشانات کا مشاہدہ کر کے اس کی جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب آپ لوگوں کی باتوں کا ہم پر کچھ بھی اثر نہیں ہے جاؤ اور اپنی راہ لو ——!!

خدا کے فضل و کرم سے احمدی جماعت اور اس کے مبلغین کو تو روزانہ اسی طرح کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے اس لئے احمدیوں کے لئے اس طرح کے حالات و کوائف کوئی نرالے نہیں بلکہ وہ تو جب بھی اس طرح کی باتیں پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان کی زبان سے بیساختہ کلام اللہ کے یہ کلمات نکلتے ہیں:-

"هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝

(احزاب آیت ۲۳)

(یعنی) یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے بالکل سچ بولا تھا۔ ان کو اس طرح کے واقعہ نے ایمان اور اطاعت گزاری میں اور بھی بڑھا دیا ——!!

پس حق و صداقت کی دعوت کے رستہ میں جو کچھ رکاوٹیں آتی ہیں وہ محض وقتی ہوتی ہیں۔ مومنوں کا کام صبر و ثبات کے ساتھ اپنا کام کرتے چلے جانا ہوتا ہے۔ آخر خدا کا فضل شاملِ حال ہوتا ہے۔ اور پیش آمدہ سبھی رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں ——!!

وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں۔ بقیہ صفحہ (۸)

تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھیگا۔ اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا ... اور ایسا ہوگا کہ سب لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی سے مریں گے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا" (تذکرہ صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶)

اس بشارت کے مطابق جماعتِ احمدیہ کی پچھلی نوے سالہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جن جن مخالفین نے جماعتِ احمدیہ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی قسم کھائی تھی ان کی ناکامیوں کی داستان طویل ہے۔ ان میں سے صرف تین علماء کا بطور مثال کے ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ (باقی)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

دوست یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے اور اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے اور ہر صاحب نصاب فرد کے لئے اس کی ادائیگی نہایت ضروری ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ تیز ہوا کی طرح چلتا تھا۔ پس احباب کو بھی چاہئے کہ اپنے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وہ اس مبارک اور بابرکت مہینہ میں جہاں لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں وہاں صاحب نصاب احباب الٰہی سے اپنی زکوٰۃ کا حساب کر کے واجب الادا زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔

جملہ سیکرٹریانِ مال کو چاہئے کہ اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کو اس فریضہ کی طرف توجہ دلائیں۔ تاکہ زکوٰۃ کی مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی ہو سکے۔ اگر ہمارے احباب اور ہماری بہنیں۔ پورے طور پر جائزہ لیں تو بفضلہ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔

چونکہ عام طور پر دوست رمضان المبارک اور جلسہ سالانہ کے موقع پر زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں اس لئے ایسے صاحب نصاب دوستوں سے جنہوں نے تا حال اپنے ذمہ واجب الادا زکوٰۃ کی رقم ادا نہ کی ہو گزارش ہے کہ وہ جلد اس فریضہ کی طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستِ دعا:

ہمارے چچا زاد بھائی جو جماعت احمدیہ سے عقیدت رکھتے ہیں ایک مقدمہ میں کامیابی کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ موصوف جماعت کی کتب کا مطالعہ بھی کر رہے ہیں۔ دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقدمہ میں کامیاب کرے اور صداقت احمدیت ان پر کھول دے آمین۔ خاکسار۔ منظر حسین صابر قادیان

VARIETY
CHAPPAL PRODUCTS
KANPUR - PHONES 52325
52686 P.P
ورائیٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر
لیدر سول اور ربر شیٹ کے سینڈل
زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
چپل پروڈکٹس کانپور
۴۲/۲۹ بزازہ بازار

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹروں کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹوونگس کی خدمات حاصل فرمائیے
AUTOWINGS,
آٹوونگس
32 SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS - 600004
Phone :- 76360

فہرست نمبر ۱۲

منظوری انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

مندرجہ ذیل جماعت ہائے احمدیہ کے عہدیداران کے انتخاب کی آئندہ تین سال کیلئے یعنی اپریل ۱۹۸۰ء تک نظارت ہذا کی طرف سے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان عہدیداران کو اپنے فضل و کرم سے بہتر رنگ میں خدمت کی توفیق بخشے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

ناظر اعلیٰ قادیان

(۱) جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

صدر جماعت وقاضی۔	مکرم محمد سلیمان صاحب بی ایس	سیکرٹری تبلیغ و تربیت۔	مکرم بی کے سلیمان صاحب
سیکرٹری مال۔	مکرم یو ابراہیم صاحب	سیکرٹری تعلیم۔	" پی عبد الحمید صاحب
سیکرٹری [illegible]۔	" دی عبد الرحیم صاحب	سیکرٹری امور عامہ۔	" یو حسن صاحب
[illegible]	" عبد الغفور صاحب	آڈیٹر۔	" ایم پی محمد حنیف صاحب

(۲) جماعت احمدیہ ہرکرہ (کرناٹک سٹیٹ)

صدر جماعت		سیکرٹری تعلیم۔	مکرم جی۔ ایس احمد صاحب
سیکرٹری [illegible]	مکرم پی کے عمر صاحب	سیکرٹری تبلیغ۔	مکرم بی شیخ علی صاحب
سیکرٹری مال۔	" پی کے عثمان صاحب	" امور عامہ	" اے عبد القادر صاحب

(۳) جماعت احمدیہ یادگیر (کرناٹک سٹیٹ)

صدر جماعت:	مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی	سیکرٹری وصایا:	مکرم نصرت [illegible] غوری صاحب
نائب امیر:	" سیٹھ [illegible] احمد صاحب غوری	" رسالہ جوبلی فنڈ	مکرم محمود غوری صاحب
سیکرٹری تبلیغ:	" محمد [illegible] غوری		
سیکرٹری تعلیم	" مولوی نذیر احمد صاحب چودھری	" ضیافت:	" سیٹھ نثار احمد صاحب
" مال	" عبد الحفیظ صاحب گلبرگی	آڈیٹر:	" سیٹھ محمد ادریس صاحب
[illegible]	" سیٹھ عبد الصمد صاحب	قاضی جماعت:	" سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب
وقف جدید، تحریک جدید	" محمد [illegible] صاحب	امام الصلوٰۃ:	" مولوی نذیر احمد صاحب

(۴) جماعت احمدیہ گوری بدنور پیٹ (آندھرا پردیش)

صدر جماعت: مکرم عبد العزیز صاحب　　سیکرٹری مال: مکرم محمد عبد النبی صاحب

(۵) جماعت احمدیہ مونگھیر (بہار)

صدر جماعت: مکرم سید عبد الجبار صاحب　　سیکرٹری مال: مکرم ضیاء العارفین صاحب

رمضان المبارک میں صدقہ وخیرات اور فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مومنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اس ماہِ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کے مطابق رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ آپؐ رمضان المبارک میں تیز رفتار آندھی سے بھی بڑھ کر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکانِ اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو۔ نیز ضعفِ پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے ہر روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے۔ تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں فدیۃ الصیام دینا چاہیئے۔ تاکہ ان کے روزے مقبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے۔ وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت جو مرکزِ سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے صدقات اور فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کرانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان شریف کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے آمین

مرزا وسیم احمد
امیر جماعت احمدیہ قادیان

ایصالِ ثواب کی خاطر

مکرم جناب ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب ساکن نیا گڑھ (اڑیسہ) نے اپنے عزیز فرزند مکرم عاشق علی صاحب مرحوم و مغفور کے ایصالِ ثواب کی خاطر ایک معلم کے ایک سال کا خرچ مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ وقفِ جدید میں ادا کرنے کی پیشکش کی ہے اور مبلغ ایکہزار ابتدائی قسط بھی بھجوا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے آمین اور مرحوم کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے اور اس قربانی کو دوسروں کیلئے بھی تحریک کا موجب بنائے آمین

انچارج وقفِ جدید قادیان

ضروری اعلان

خریداران بدر اپنا چندہ بھجواتے وقت یا کسی بھی موقع پر خط وکتابت میں اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ تا اس صورت میں دفتر ہذا ان کو جواب دے سکے اور ان کی رقم جلد ان کے کھاتے میں جمع ہو سکے۔ ہر خریدار کے ایڈریس کے ساتھ ان کا خریداری نمبر لکھا جاتا ہے۔ خریداری نمبر کا حوالہ دئے بغیر دفتر ہذا کسی قسم کی کوئی کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

درخواست دعا: مکرم محمد علی شاہ صاحب آف بھدرک کے لڑکے عزیزم مبارک احمد عنقریب میٹرک کا امتحان دینے والے ہیں جملہ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد شمس الدین احمدی صدر جماعت احمدیہ بھدرک